

احکام اسلامی کا فلسفہ نُجِ الْبَلَاغَةِ کی روشنی میں ایک مطالعہ

روشن علی*

roshanali007@yahoo.com

کلیدی الفاظ: انبیاء کرام، احکام اسلامی، ایمان، فروعات دین، صلح رحمی، حدود شرعیہ،

خلاصہ

اللہ نے آنحضرت ﷺ کو ایسی کتاب و شریعت عطا کی جو تمام ہی نوع انسان کے لیے ہدایت ہے۔ آپ نے اس دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے دو گرانقدر چیزیں چھوڑیں۔ ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب دوسرے آپ کے اہل بیت اطہار ہیں۔ آپ ﷺ کے اہل بیت میں سے حضرت علی علیہ السلام کے کلام کا ایک مجموعہ نُجِ الْبَلَاغَہ کی صورت میں ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے جس میں زندگی گزارنے کے تمام اصول موجود ہیں۔ نُجِ الْبَلَاغَہ میں احکام اسلامی کا فلسفہ بیان ہوا ہے۔ حضرت نے نُجِ الْبَلَاغَہ میں ایمان کے بعد فروعات دین کا فلسفہ بیان فرمایا ہے۔ اس کے بعد صلح رحمی جیسے اہم معاشرتی حکم کو ذکر کیا ہے اور اس کے بعد حدود اور قصاص اور بعض مذکرات سے ممانعت کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ اس مقالہ میں ۲۰ احکام اسلامی کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے، جن میں سے ہر ایک حکم کی قرآن و حدیث کی روشنی میں مختصر انداز میں وضاحت کی گئی ہے۔ ایمان سے لے کر اطاعت تک، نماز سے لے کر نبی عن المکر تک، ایک ایک فقرہ علوم و معارف کا ایک مٹھا ٹھیک مارتا ہوا سمندر محسوس ہوتا ہے۔ ان میں عقائد سے لے کر عمل صالح تک، سیاست سے لے کر معاشرہ تک ہر ایک کو اعلیٰ انداز میں چیل کیا گیا ہے۔

*۔ اسٹٹ پروفیسر اسلام آباد ماذل کالج فاریانز، ایف 3/10 اسلام آباد

مقدمہ

نوح البلاغم میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔ اس میں اپنی روح پھونک دی۔ پھر اسے مسجد ملائکہ قرار دیا۔ اس کے بعد اسے اپنا نائب بنایا۔ اسے وہ کچھ سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ اللہ نے انسان کو علم و شریعت عطا کیا تاکہ وہ گمراہی سے محفوظ رہے اور اللہ وحدہ لا شریک کی اطاعت و بندگی سے دور نہ ہو جائے۔ جیسے جیسے انسانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا ویسے ان میں اختلافات اور خرافات کا بھی اضافہ ہوتا گیا۔ اللہ نے ان کے اختلاف کو مٹانے اور ان کو یکجگہ جمع کرنے کے لیے اپنی طرف سے ضرورت کے مطابق انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنے احکام دے کر بھیجنے لیا۔ انبیاء علیہم السلام کی آمد کا یہ سلسلہ چلتا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی بنایا۔ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی کتاب و شریعت عطا کی، جو تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو گمراہی سے نکالا، نور کی طرف لے آئے اور انہیں راہ راست پر لگادیا۔ اس دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے انسانیت کی رشد و ہدایت کے لیے دو گراند قدر چیزوں کو چھوڑا، ان میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب دوسرا آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار۔ ان میں سے ایک امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں، جنہوں نے ہر ممکن لوگوں کی ہدایت کی اور دنہیں دین اسلام سے روشناس کیا۔ آپ علیہ السلام کے کلام کا ایک مجموعہ نوح البلاغم کی صورت میں ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے، جو کہ ایک انسان ساز نسخہ ہے۔ اس میں زندگی گزارنے کے تمام اصول موجود ہیں۔ ان میں سے آپ علیہ السلام نے چند اسلامی احکام کا فلسفہ بیان کیا ہے۔ آپ علیہ السلام نے احکام اسلامی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے مختصر عبارت میں مفہوم کے دریا سمودیے ہیں۔ ایک ایک جملہ میں اس طرح بیان کر دیا ہے کہ گویا کوزے میں سمندر کو بند کر دیا ہے۔ یہاں پر ہم اس مقالہ میں ان احکام اسلامی کا بند کر دیں گے۔

(۱) ایمان

نوح البلاغم میں امیر المؤمنین حضرت علی ابن طالب علیہ السلام چند اسلامی احکام کا فلسفہ بیان کیا ہے جن میں سے پہلا ایمان کا فلسفہ بیان کیا ہے:

”فَرَضَ اللَّهُ الْإِيمَانَ تَطْهِيرًا مِّنَ الْيَمَنِ۔“ (۱)

”اللہ تعالیٰ نے ایمان کافر نئھے عائد کیا شرک کی آلو دیگوں سے پاک کرنے کے لیے۔“

ایمان ہستی خالق کے اقرار اور اس کی یگانگت کے اعتراض کا نام ہے، اور جب انسان کے قلب و ضمیر میں یہ عقیدہ رچ بس جاتا ہے تو کسی دوسرے کے آگے جھکنا گوارا نہیں کرتا، اور نہ ہی کسی طاقت سے مرعوب ہوتا ہے نہ متاثر بلکہ ذہنی طور پر تمام بندھنوں سے آزاد ہو کر خود کو خداۓ واحد کا حلقہ بگوش تصور کرتا ہے۔ اور اس طرح توحید سے وابستگی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا دامن شرک کی آلو دیگوں سے آلو دہ نہیں ہونے پاتا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر امام علی علیہ السلام ایمان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نک رسانی کے لیے وسیلہ کہتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَوَسَّلَ بِهِ الْمُتَوَسِّلُونَ إِلَى اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى الِإِيمَانُ بِهِ وَبِرَسُولِهِ۔“ (2)

یعنی ”اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے والوں کے لیے بہترین وسیلہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا ہے۔“

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو اس لیے فرض کیا کہ اس کے ذریعے انسان اللہ کے قریب ہو جائے اور جب انسان اللہ کے قریب ہو گا تو وہ شیطانی نجاستوں جیسے شرک وغیرہ سے پاک ہو جائے گا۔ کتنا عظیم ہے یہ جملہ کہ ”اللہ نے ایمان کو تمہیں شرک سے پاک کرنے کا ذریعہ قرار دیا۔“ یہ جملہ اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے کہ توحید کی حقیقت اور اللہ کی معرفت ہر انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ یعنی انسان فطری طور پر موحد ہے لیکن حالات اسے بدلتی ہیں۔ ایک حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ ”کل مولود یولد علی الفطرة فابواه یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔“ (صحیح البخاری - کتاب الجنائز، باب ما قيل في أولاد المشركين - حدیث: 1330) ہرچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پس اس کے والدین اسے بنادیتے ہیں یہودی، عیسائی یا مجوہی۔ اور شرک کی کثافت ایک عارضی نجاست ہے۔ اسلام آیا ہی اسی لیے ہے کہ دلوں کو پاکیزہ بنائے اور زمین کو کفر و شرک کی نجاستوں سے پاک کرے۔

(۲) نماز

نماز کے بارے میں نجح البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”الصَّلَاةَ تَتَرَبَّأُ عَنِ الْكُبُرِ۔“ (3)

”نماز کوفرض کیا تکبر سے بچانے کے لیے۔“

نماز عبادات میں سب سے بڑی عبادت ہے، جو قیام و قعود اور رکوع و سجود پر مشتمل ہوتی ہے اور یہ اعمال غرور و نخوت کے احساسات کو ختم کرنے اور کبر و انیت کو مٹانے اور عجز و فردتی کے پیدا کرنے کا کامیاب ذریعہ ہے۔ کیونکہ تکبر اور افعال و حرکات سے نفس میں تکبر و رعنیت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور منکسر اہم اعمال سے نفس میں تزلیل و خشوع کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ ان اعمال کی بجا آوری سے انسان متواضع اور منکسر المزاج ہو جاتا ہے۔

چنانچہ وہ عرب کہ جنکے کبر و غرور کا یہ عالم تھا کہ افران کے ہاتھ سے کوڑا گرپتا تھا تو اسے اٹھانے کے لیے جھکنا گوارانہ کرتے تھے اور چلتے ہوئے جوتی کا تمہہ ٹوٹ جاتا تھا تو جھک کر اسے درست کرنا عامار سمجھتے تھے سجدوں میں اپنے چہرے خاک مذلت پر بچھانے لگے اور نماز جماعت میں دوسروں کے قدموں کی جگہ اپنی پیشانیاں رکھنے لگے اور غرور و عصیت جاہلیت کو چھوڑ کر اسلام کی صحیح روح سے آشنا ہو گئے۔ (4)

اسی طرح ایک اور مقام پر حضرت علی علیہ السلام نے نماز کو مکمل دین کہتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

”وَإِقْامُ الصَّلَاةِ فِي لَهَا الْبِلَةُ۔“ (5)

”نماز کی پابندی کہ وہ عین دین ہے۔“

اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرِ اللَّهِ أَكْبَرُ۔“ (6)

ترجمہ: ”نماز کے پابند رہو کچھ شک نہیں کہ نماز بے حیائی اور بری باقتوں سے روکتی ہے اور خدا کا ذکر بہت بڑا ہے۔“

یہی نماز تمام بری باقتوں سے روکتی ہے جن میں سے ایک بری بات تکبر بھی ہے۔

(۳) زکوٰۃ

زکوٰۃ کے بارے میں نبی البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”وَالرِّزْقَةَ تَسْبِيبًا لِلرِّزْقِ۔“ (7)

”زکوٰۃ کوفرض کیا رزق میں اضافے کا سبب بنانے کے لیے۔“

ہر باستطاعت مسلمان اپنے مال میں سے ایک مقررہ مقدار سال بہ سال ان لوگوں کو دے کر جو وسائل حیات سے بالکل محروم یا سال بھر کے آزوچہ کا کوئی ذریعہ نہ رکھتے ہوں۔ یہ اسلام کا ایک اہم فریضۃ ہے جس سے غرض دیا ہے کہ اسلامی معاشرہ کی کوئی فرد محتاج و مفلس نہ رہے اور احتیاج و افلاس سے جو برائیاں پیدا ہوتی ہیں ان سے محفوظ رہیں اور اس کے علاوہ یہ بھی مقصد ہے کہ دولت چلتی پھرتی اور ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل ہوتی رہے اور چند مخصوص افراد کے لیے مخصوص ہو کر نہ رہے جائے۔

اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”وَمَا آنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْزَّانِينَ۔“ (8)

ترجمہ: ”اور تم جو چیز خرچ کرو گے وہ اس کا (تمہیں) عوض دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔“

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

”مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ كُنْ صَاحِسَنَا فَيُقْبَعَةَ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرًا۔“ (9)

ترجمہ: ”کوئی ہے کہ خدا کو قرض حسنہ دے کہ وہ اس کے بدالے میں اس کو کئی حصے زیادہ دے گا؟“

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

”مَشَلُ الدِّينِ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ كَمَشِ حَبَّةَ آتَيْتُ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنْبَلَةٍ مِائَةً حَبَّةً ۖ وَاللهُ يُضِعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ ۖ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلَيْهِمْ۔“ (10)

ترجمہ: ”جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے، وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جانے والا ہے۔“

اسی طرح ای حدیث رسول اللہ ﷺ کی میں اس طرح ارشاد ہے:

”حدَثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَثَنِي أخِي، عَنْ سَلِيْمَانَ، عَنْ مَعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مَزْدَدَ، عَنْ أَبِي الْحَجَّابِ،

عَنْ أَبِي هَرِيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَا مَنَ يَوْمٍ يَصِيمُ الْعِبَادُ فِيهِ

، إِلَّا مَلْكَانِ يَنْزَلُانِ، فَيَقُولُ أَحَدُهُمَا: اللَّهُمَّ أَعْطِ مَنْ قَاتَلَنَا، وَيَقُولُ الْآخَرُ: اللَّهُمَّ أَعْطِ مَمْسَكًا تَلْفًا۔” (۱۱)

یعنی ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر صح کو دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ایک کہتا ہے : اے میرے اللہ ! خرچ کرنے والے کو اس کا عوض اور بدلہ عطا کرو اور نہ دینے والے کے (مال کو) تلف کر دے۔“

(۲) روزہ

روزہ کے بارے میں نجح البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے :

”الصَّيَّامُ ابْتِلَاعٌ لِّخُلَاقِ الْخَلْقِ۔“ (۱۲)

”روزہ کوفرض کیا مخلوق کے اخلاص کو آزمائنا کے لیے۔“

روزہ وہ عبادت ہے جس میں ریا کا شابہ نہیں ہوتا اور نہ حسن نیت کے علاوہ کوئی اور جذبہ کار فرمایا ہوتا ہے۔ چنانچہ تہائی میں جسمابھوکت بے چین کئے ہوئے ہو، پیاس تڑپا رہی ہونے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھتا ہے، نہ پانی کی خواہش بے قابو ہونے دیتی ہے، حالانکہ اگر کھاپی لیا جائے تو پیٹ میں جھانک کر دیکھنے والا نہیں ہوتا، مگر ضمیر کا حسن اور خلوص نیت کا جو ہر نیت کو ڈانوڈول نہیں ہونے دیتا اور یہی روزہ کا سب سے بڑا فائدہ ہے کہ اس سے عمل میں اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے :

”وَحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فَضْيَلٍ، عَنْ أَبِي سَنَانٍ، عَنْ أَبِي صَالَحٍ، عَنْ أَبِي

ہریرۃ، وَأَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہما، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ

يقول: إِنَّ الصُّومَلِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ۔“ (۱۳)

”حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔“

(۵) حج

حج کے بارے میں نجح البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے :

”وَالْحَجَّ تَقِيَّةُ الدِّينِ۔“ (14)

”حج کوفرض کیا دین کو تقویت پہنچانے کے لیے۔“

حج کا مقصد یہ ہے کہ حلقہ بگشان اسلام اطراف اکناف عالم سے سٹ کر ایک مرکز پر جمع ہوں تاکہ اس عالمی اجتماع سے اسلام کی عظمت کا مظاہرہ ہو اور اللہ کی پرستش و عبادت کا ولولہ تازہ اور آپس میں روابط کے قائم کرنے کا موقع حاصل ہو۔

”لَيَسْهُدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَدْكُرُوا إِنَّمَا مَعْفُومٌ عَلَىٰ مَا رَأَيْهُمْ مِّنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ“

”فَلَكُُلُّوْمِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ۔“ (15)

ترجمہ: ”تاکہ اپنے فائدے کے کاموں کے لئے حاضر ہوں اور (قربانی کے) ایام معلوم میں چہار پایاں مویشی (کے ذبح کے وقت) جو خدا نے ان کو دیے ہیں ان پر خدا کا نام لیں اس میں سے تم بھی کھاؤ اور فقیر درماندہ کو بھی کھلاؤ۔“

(۶) جہاد

جہاد کے بارے میں فتح البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”وَالْجِهَادُ عِزًا لِإِسْلَامِ۔“ (16)

”جہاد کوفرض کیا اسلام کو سرفرازی بخشنے کے لیے۔“

جہاد کا مقصد یہ ہے کہ جو قوتیں اسلام کی راہ میں مزحم ہوں ان کے خلاف امکانی طاقتون کے ساتھ جنگ آزمہ ہو اجائے تاکہ اسلام کو فروع و استحکام حاصل ہو، اگرچہ اس راہ میں جان کے لیے خطرات پیدا ہوتے ہیں اور قدم قدم پر مشکلیں حائل ہوتی ہیں مگر راحت ابدی و حیات دائی کی نوید، ان تمام مصیبتوں کو جھیل لے جانے کی ہمت بندھاتی رہتی ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

”وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ فِيَّلَهُ ذُرُوْتُ اِلِّاسْلَامِ۔“ (17)

”اللہ کی راہ میں جہاد کہ وہ اسلام کی بلند چوٹی ہے۔“

پس اسی جہاد کے ذریعے اللہ دین اسلام کو سر بلندی عطا کرتا ہے اور معاشرہ میں موجود فتنہ و فساد کا خاتمه کرتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”وَ لَوْلَا دَفْعَ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَ لِكَنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ۔“ (18)

ترجمہ: ”اور خدا نے ان کو بادشاہی اور دنائی بخشی اور جو کچھ چاہا سکھایا اور خدا لوگوں کو ایک دوسرے (پر پڑھائی اور حملہ کرنے) سے نہ ہٹاتا رہتا تو ملک تباہ ہو جاتا لیکن خدا اہل عالم پر بڑا مہربان ہے۔“

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

”وَ لَوْلَا دَفْعَ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعٌ وَبَيْعَمٌ وَصَلَوَثٌ وَمَسْجِدُونَ كَمْ فِيهَا أَسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنْظُرُنَّ اللَّهُ مَنْ يَقْتُلُهُ إِنَّ اللَّهَ تَعَوَّذُ عَنِ الْعَذَابِ۔“ (19)

ترجمہ: ”اور اگر خدا لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کے) صومعہ اور (عیسائیوں کے) گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں خدا کا بہت سا ذکر کیا جاتا ہے ویران ہو چکی ہو تیں اور جو شخص خدا کی مدد کرتا ہے خدا اس کی ضرور مدد کرتا ہے یعنیک خدا تو انہا اور غالب ہے۔“

اگر کسی وقت اور کسی حالت میں بھی ایک جماعت کو دوسری سے لڑنے بھرنے کی اجازت نہ ہو، تو یہ اللہ تعالیٰ کے قانون فطرت کی سخت خلاف ورزی ہو گی۔ اس نے دنیا کا نظام ہی ایسا رکھا ہے کہ ہر چیز یا ہر شخص یا ہر جماعت دوسری چیز یا شخص یا ہر جماعت کے مقابلہ میں اپنی ہستی برقرار رکھنے کے لیے جنگ کرتی رہے اگر ایسا نہ ہو تو نیکی کو اللہ تعالیٰ اپنی حمایت میں لے کر بدی کے مقابلہ میں کھڑانہ کرتا تو نیکی کا نشان زمین پر باقی نہ رہتا۔

بد دین اور شریروں لوگ جن کی ہر زمانہ میں کثرت رہی ہے تمام مقدس مقامات اور یادگاریں ہمیشہ کے لیے صفحہ ہستی سے مٹا دیتے۔ کوئی عبادت گاہ، تکیہ، خانقاہ، مسجد، مدرسہ محفوظ رہ سکتا۔ بناءً علیہ ضروری ہوا کہ بدی کی طاقتیں خواہ کتنی ہی جمیع ہو جائیں قدرت کی طرف سے ایک وقت آئے جب نیکی کے مقدس ہاتھوں سے بدی کے حملوں کی مدافعت کرائی جائے۔ اور حق تعالیٰ اپنے دین کی مدد کرنے والوں کی خود مدد فرمائے کہ ان کو دشمنان حق و صداقت پر غالب کرے بلاشبہ وہ ایسا قوی اور زبردست ہے کہ اس کی اعانت و امداد کے بعد ضعیف سے ضعیف چیز بڑی بڑی طاقتور ہستیوں کو شکست دے سکتی ہے۔

بہر حال اس وقت مسلمانوں کو ظالم کافروں کے مقابلہ میں جہاد و قتال کی اجازت دینا اسی قانونِ قدرت کے ماتحت تھا اور یہ وہ عام قانون ہے جس کا انکار کوئی عقلمند نہیں کر سکتا۔ اگر مدافعت و حفاظت کا یہ قانون نہ ہوتا تو اپنے اپنے زمانہ میں نہ عیسائی راہبوں کے صوبے (کوٹھڑے) قائم رہتے نہ نصاریٰ کے گرچے، نہ یہود کے عبادت خانے نہ مسلمانوں کی وہ مسجدیں جن میں اللہ کا ذکر بڑی کثرت سے ہوتا ہے۔ یہ سب عبادات گاہیں گرا کر اور ڈھا کر برابر کر دی جاتیں۔ پس اس عام قانون کے ماتحت کوئی وجہ نہیں کہ مسلمانوں کو ایک وقت مناسب پر اپنے دشمنوں سے لڑنے کی اجازت نہ دی جائے۔

(۷) امر بالمعروف

امر بالمعروف کے بارے میں نجیح البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ مَصْدَحَةُ الْعَوَامِ۔“ (20)

”امر بالمعروف کوفرض کیا اصلاح خلافت کے لیے۔“

امر بالمعروف دوسروں کو صحیح راہ دکھانے اور غلط روی سے باز رکھنے کا ایک موثر ذریعہ ہے

(۸) نبی عن المنکر

نبی عن المنکر کے بارے میں نجیح البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”وَالنَّهُنَّ عَنِ النُّكَرِ رَذِيلًا لِسُفَهَاءِ۔“ (21)

”نبی عن المنکر کوفرض کیا سر پھروں کی روک تھام کے لیے۔“

امر بالمعروف و نبی عن المنکر کا اصول تمام الہی ادیان میں موجود ہے اور اسے تمام انبیاء و رسول، ائمہ و مولیٰ میں کی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ یہ مسئلہ صرف شرعی اور فقہی مسئلہ ہی نہیں ہے بلکہ انبیاء و رسول کی رسالت و نبوت کا معیار اور ان کی بعثت کی ایک علت بھی تھا۔ کیونکہ یہ مادی کائنات حق و باطل، خیر و شر، نیکی و بدی، اچھائی و برائی، نور و ظلمت، اور فضائل و رذائل کے دامنی گھراوے کی جگہ ہے۔

اور یہ امور کبھی آپس میں اس طرح گلدمہ ہو جاتے ہیں کہ ان کی پہچان اور ان پر عمل سخت مشکل ہو جاتا ہے۔ الہی ادیان میں لوگوں کو حق و باطل، خیر و شر، خوب و بد، نور و ظلمت اور فضیلت و رذیلت کی پہچان کرواتے ہوئے یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ ہر معروف کو انجام دیں اور ہر منکر سے رک جائیں، یوں وہ اس

ہدایت کے ذریعے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کیے جاتے ہیں۔ اسی لیے قرآن کریم نے مسلم اہم کو بہترین امت کہا ہے کہ:

”كُنْتُمْ خَيْرًا مِّمَّا يَرَى إِنَّمَاءَ أَخْرِجَتُ لِلنَّاسِ تَأْمُرَنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَايَنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَنَّا مَنْ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِّنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَآكُلُوكُهُمُ الْفَسِيقُونَ۔“ (22)

ترجمہ: ”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہے تم نیک باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو اگر اہل کتاب بھی ایمان لاتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں لیکن اکثر تو فاسق ہیں۔“

امر بالمعروف اور نبی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو تمام امتوں سے بہترین اور افضل قرار دیا ہے۔

(۹) صلد رحمی

صلد رحمی کے بارے میں نجح البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”وَصِلَةُ الرَّحْمِ مَنْهَاكَلِيلُعَذَّدَةٍ۔“ (23)

”صلد رحم (قربنڈاروں کے حقوق) کو فرض کیا (یار و انصار کی) گنتی بڑھانے کے لیے۔“

صلد رحمی یہ کہ انسان اپنے قرابت داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے اور کم از کم باہمی سلام و کلام کا سلسلہ قطع نہ کرے تاکہ دلوں میں صفائی پیدا ہو اور خاندان کی شیرازہ بندی ہو کریہ بکھرے ہوئے افراد ایک دوسرے کے دست و بازو ثابت ہوں۔

”وَصِلَةُ الرَّحْمِ فِإِنَّهَا مَثَرَّةٌ فِي النَّاسِ وَمَنْسَأَةٌ فِي الْأَجْمَلِ۔“ (24)

”صلد رحمی کرنا مال میں مال کی فراوانی اور عمر کی درازی کا سبب ہے۔“

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

”حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمَبَارِكَ، عَنْ عَبْدِ الْمِلْكِ بْنِ عَيْسَى الثَّقَفِيِّ، عَنْ يَزِيدَ، مَوْلَى الْبَنْعُوتِ، عَنْ أَبِي هَرِيرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”تَعْلِمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصْلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ، فَإِنْ صِلَةُ الرَّحْمِ مَحْبَّةٌ فِي الْأَهْلِ، مَثَرَّةٌ فِي النَّاسِ، مَنْسَأَةٌ فِي الْأَثَرِ۔“ (25)

”حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے انساب کو جانو جن کے ساتھ تم صلد رحمی کرتے ہو کیونکہ صلد رحمی اپنے خاندان میں محبت پیدا کرتا ہے، مال میں فرادا نی ہوتی ہے اور عمر زیادہ ہوتی ہے۔“

(۱۰) قصاص

قصاص کے بارے میں نجح البلانہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”القصاص حُكْمًا لِلَّدِيْلِ مَلَأَهُ“ (26)

”قصاص کو فرض کیا خون رسیزی کے انداد کے لیے۔“

قصاص ایک حق ہے جو مقتول کے وارثوں کو دیا گیا ہے کہ وہ قتل کے بد لے میں قتل کا مطالبہ کریں تاکہ پاداش جرم کے خوف سے آئندہ کسی کو قتل کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ اور وارثوں کے جوش انتقام میں ایک جان زیادہ جانوں کے ہلاک ہونے کی نوبت نہ پہنچے۔ بے شک غفو و در گزر اپنے مقام پر فضیلت رکھتا ہے مگر جہاں حقوق بشر کی پامالی اور امن عالم کی تباہی کا سبب بن جائے، اسے اصلاح نہیں قرار دیا جاسکتا بلکہ اس موقع پر قتل و خون رسیزی کے انداد اور حیات انسانی کی بقا کا واحد ذریعہ قصاص ہی ہو گا۔

”وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حِيَوَانٌ يُؤْتَى لِلْأَبْيَابِ لَعَلَّمُتُمْ تَتَّقُونَ۔“ (27)

ترجمہ: ”اور اے اہل عقل! (حکم) قصاص میں (تمہاری) زندگانی ہے کہ تم (قتل و خون رسیزی سے) بچو۔“

حکم قصاص ظاہر نظر اگرچہ بھاری معلوم ہو لیکن عقلمند سمجھ سکتے ہیں کہ یہ حکم بڑی زندگانی کا سبب ہے کیونکہ قصاص کے خوف سے ہر کوئی کسی کو قتل کرنے سے روکے گا تو دونوں کی جان محفوظ رہے گی اور قصاص کے سبب قاتل اور مقتول دونوں کی جماعتیں بھی قتل سے محفوظ اور مطمئن رہیں گی عرب میں ایسا ہوتا تھا کہ قاتل اور غیر قاتل کا لحاظ نہیں کرتے تھے جو ہاتھ آ جاتا مقتول کے وارث اس کو قتل کر ڈالتے تھے اور فریقین میں اس کے باعث ایک خون کی وجہ سے ہزاروں جانیں ضائع ہونے کی نوبت آتی تھی جب خاص قاتل ہی سے قصاص لیا گیا تو یہ تمام جانیں نج گئیں اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ قصاص قاتل کے حق میں باعث حیات اُخروی ہے۔

(۱۱) حدود قائم کرنا

حدود قائم کرنے کے بارے میں نجح البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

وِإِقَامَةِ الْحُدُودِ إِعْظَامًا لِنَهَايَةِ حَارِمٍ۔ (28)

”حدود شرعیہ کے اجر کوفرض کیا محرمات کی اہمیت کو قائم کرنے کے لیے۔“

اجرائے حدود کا مقصد یہ ہے کہ محرمات اللیے کے مرتكب ہونے والے کو جرم کی عینی کا احساس دلایا جائے تاکہ وہ سزا و عقوبت کے خوف سے منہیات سے اپنا دامن بچا رکھے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

”حدثنا یحییٰ بن بکیر، حدثنا الیث ، عن عقیل ، عن ابن شہاب ، عن عروۃ ، عن عائشة

رضی اللہ عنہا، قالت: ”ما خیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین امرین إلا اختار أیسہما مالم
یأثم، فإذا كان الإثم كأن أبعدهما منه، والله ما انتقم لنفسه في شيء عيوق إلیه قط، حتى تنتهي
حرمات الله، فينتقم الله۔“ (29)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب بھی دو
کاموں میں اختیار دیا گیا تو آپ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے آسان کام کو اختیار کیا جب تک کہ کوئی گناہ
نہ کرے۔ لیکن جب گناہ ہو جائے تو آپ سخت حکم کو اختیار کرتے تھے۔ اللہ کی قسم آپ نے کبھی
بھی اپنی ذات کے لیے کوئی انتقام نہیں لیا یہاں تک کہ اللہ کی حرمت پامالی کی جاتی (اللہ کی حدود
کی نافرمانی کی جاتی) تو آپ اللہ کی خاطر ان کا انتقام لیتے تھے۔“

(۱۲) شراب نوشی ترک کرنا

شراب کے حرام ہونے کے فلسفے کے بارے میں نجح البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

وَتَرْكُ شَرْبِ الْخَمْرِ تَحْصِينًا لِعُقْلٍ۔ (30)

”شراب خوری کو ترک کرنا فرض کیا عقل کی حفاظت کے لیے۔“

شراب نوشی ذہنی انتشار، پر اگندگی، حواس اور زوال عقل کا باعث ہوتی ہے، جس کے نتیجے میں انسان وہ
فتنے افعال کر گزرتا ہے، جن کی ہوش و حواس کی حالت میں اس سے توقع نہیں کی جاسکتی۔ اس کے علاوہ یہ
صحت کو تباہ اور طبیعت کو وباً امراض کی پذیرائی کے لیے مستعد کر دیتی ہے اور بے خوابی، ضعف

اعصاب اور نفروں وغیرہ امراض اس کالازی خاصہ ہیں اور انہی مفادات و مفاسد کو دیکھتے ہوئے شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

”ثنا یعقوب بن إبراهیم البزار، ثنا أبو حاتم الرازی، ثنا أبو صالح کاتب الیت، حدیث ابن لهیعة، عن أبي قبیل، عن عبد اللہ بن عبود، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ”الخبر أَمُّ الْخَبَائِث“ (31)

”عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شراب ام الجبائث (تمام خبائشوں کی جڑ) ہے۔“

اس سے واضح ہوتا ہے کہ شراب ایک ایسا گناہ ہے جس کے ذریعے کئی اور گناہ جنم دیتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم میں شراب کے حرام اور بخس ہونے کے بارے میں ارشاد ہے:

”يَا أَيُّهَا النَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْحُمْرَةُ الْمُبَيْسِرَةُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَكْلِ السَّيِّطِينِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ - إِنَّمَا يُرِيدُ السَّيِّطِينُ أَنْ يُؤْقَعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَبِيرِ وَالْمُبَيْسِرِ وَيَصُدُّكُمْ عَنِ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهُنَّ أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ.“ (32)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! شراب اور جو اور بت اور پانے (یہ سب) ناپاک کام شیطان کے عمل میں سے ہیں۔ پس ان سے بچت رہنا تاکہ نجات پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے سبب تمہارے آپس میں دشمنی اور بغضہ ڈلوادے اور تمہیں خدا کی یاد سے اور نماز سے روک دے۔ کیا تم ان سے بازاً جاؤ گے۔“

(۱۳) چوری سے روکنا

چوری کے حرام ہونے کے فلسفے کے بارے میں نجیب الملاعہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”وَمُجَانِبَةَ السَّرِقَةِ يَجَابُ لِلْعَفْقَةِ۔“ (33)

”چوری سے پر ہیز کوفرض کیا پاک بازی کا باعث ہونے کے لیے۔“
دوسروں کے مال میں دست درازی کرنا وہ فتنہ عادت ہے جو، حرص و ہوا نے نفس کے غلبہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور چونکہ مشتبیہات نفس کو حدا فراط سے ہٹا کر نقطہ اعتدال پر لانا احتیاط ہے کہلاتا ہے اس

لیے بڑھتی ہوئی خواہش اور طمع کو روک کر چوری سے اجتناب کرنا باعث عفت ہوگا۔ اسی لیے تھا اللہ تعالیٰ نے اس فعل فتح کے انجام دینے والے کے ہاتھ کو کانے کا حکم دیا ہے، ارشاد ہوتا ہے:

”وَ السَّارِقُ وَ السَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيهِمَا جَزَاءً بِهَا كَسْبًا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَ اللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ۔“ (34)

ترجمہ: ”جو چوری کرے مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ ڈالو یہ ان کے فعلوں کی سزا اور خدا کی طرف سے عبرت ہے۔ اور خدا زبردست اور صاحب حکمت ہے۔“

(۱۴) زنا ترک کرنا

زن کے حرام ہونے کے بارے میں نجی البلاعہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”تَرَكَ الِّتِي تَحْصِينَأَلِلَّهِسَبِ۔“ (35)

”زن کاری سے بچنے کو فرض کیا نسب کو محفوظ رکھنے کے لیے۔“
قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے زنی کو بے حیائی سے تعبیر کیا ہے، سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے:

”وَلَا تَقْرِبُوا الِّتِي أَنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَاءَ سَيِّئًا۔“ (36)

ترجمہ: ”اور زنا کے پاس بھی نہ جانا کہ وہ بے حیائی اور بری را ہے۔“

(۱۵) لواط ترک کرنا

ترک لواط کے فلسفہ کے بارے میں نجی البلاعہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”تَرَكَ الِّوَاطِ تَكُثِيرًا لِلَّهِسُلِ۔“ (37)

”اغلام کے ترک کو فرض کیا نسل بڑھانے کے لیے۔“

اللہ تعالیٰ نے زنا اور لواط کو اس لیے حرام کیا تاکہ نسب محفوظ رہے اور نسل انسانی پھلے پھولے اور بڑھے کیونکہ کہ زنا سے پیدا ہونے والی اولاد، اولاد ہی قرار نہیں پاتی کہ اس سے نسب ثابت ہو۔ اسی لیے اسے مستحق میراث نہیں قرار دیا جاتا اور خلاف فطرت افعال سے نسل کے بڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ ان فتح افعال کے نتیجے میں انسان ایسے امراض میں متلا ہو جاتا ہے جو قطع نسل کے ساتھ زندگی کی بربادی کا سبب ہوتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو جو کہ لواط مجیسے

فل قبیح میں بیتلا تھی اس کو اس فل قبیح کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور قیامت تک آنے والی نسلوں تک اس کو عبرت قرار دیا۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمَهُ أَتَأْتُنَّ النَّفَاجِشَةَ مَا سَبَقْكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِينَ - إِنَّكُمْ تَأْتُونَ

الرِّجَالَ شَهُودًا مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ ۖ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّشَيْفُونَ۔“ (38)

ترجمہ: ”اور جب ہم نے لوٹ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تو اس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا تم ایسی بے حیائی کا کام کیوں کرتے ہو کہ تم سے پہلے اہل عالم میں سے کسی نے اس طرح کا کام نہیں کیا؟ خواہش نفسانی کو پورا کرنے کیلئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر گرتے ہو۔ حقیقت یہ کہ تم حد سے گزرنے والے ہو۔“

(۱۶) گواہی کا فرض ہونا

گواہی کے بارے میں نجح البانفہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”وَالشَّهَادَاتِ اسْتِظْهَارًا عَلَى الْبُنْجَالِحَدَادِتِ۔“ (39)

”گواہی کا فرض کیا اکابر حقوق کے مقابلہ میں ثبوت مہیا کرنے کے لیے۔“

قانون شہادت کی اس لیے ضرورت ہوتی ہے کہ اگر ایک فریق دوسرے فریق کے کسی حق کا انکار کرے تو شہادت کے ذریعے اپنے حق کا اثبات کر کے اسے محفوظ کر سکے۔ گواہی کو قرآن کریم میں کثرت سے ذکر کیا گیا ہے۔ ان میں سے صرف ایک آیت کریمہ کے ایک حصہ کو ذکر کرتے ہیں:

”هُوَكَلِيلٌ وَلِيَهُ بِالْعُدْلِ ۚ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ ۚ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ نَارًا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ

وَ امْرَأَتِينِ مِنْ تَرْضَوْنَ مِنَ السُّهْدَاءِ أَنْ تَضْلِلَ إِحْدَاهُمَا فَتَنْذِيرًا لِإِحْدَاهُمَا الْآخْرَى ۖ وَ لَا يَأْبَ

السُّهْدَاءَ إِذَا مَا دُعُوا۔“ (40)

ترجمہ: ”جو اس کا ولی ہو وہ انصاف کے ساتھ مضمون لکھوائے اور اپنے میں سے دو مردوں کو (ایسے معاطلے کے) گواہ کر لیا کرو۔ اور اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جن کو تم گواہ پسند کرو (کافی ہیں) کہ اگر ان میں سے ایک بھول جائے گی تو دوسرا اسے یاد دلادے گی اور جب گواہ (گواہی کے لئے) طلب کئے جائیں تو انکار نہ کریں۔“

اس آیت کریمہ میں واضح بیان کیا گیا ہے کہ جب بھی لین دین اور قرض وغیرہ کے معاملات کے جائیں تو ان کو لکھا جائے اور اس پر گواہوں کو مقرر کیا جائے تاکہ کسی فریق کو کوئی نقصان نہ ہو اگر ایک فریق اس معاملے کا انکار کرے تو دوسرے فریق کے حق میں گواہ موجود ہوں جو گواہی دیں اسی طرح کسی کا حق تلف نہ ہو۔

(۷) جھوٹ سے پر ہیز کرنا

جھوٹ سے پر ہیز کے فلسفے کے بارے میں نجح البانمہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”وَتَرْكُ الْكَذِبِ تَشْرِيفًا لِلصَّدِيقِ۔“ (41)

”جھوٹ سے علیحدگی کو فرض کیا سچائی کا شرف آشکارا کرنے کے لیے۔“ کذب اور دروغ سے اجتناب کا حکم اس لیے ہے تاکہ اس کی ضد یعنی صداقت کی عظمت و اہمیت نمایاں ہو اور سچائی کے مصالح و منافع کو دیکھ کر جھوٹ سے پیدا ہونے والی اخلاقی کمزوریوں سے بچا جائے۔ ایک حدیث نبوی میں ارشاد ہے:

”حدثنا محمد بن عبد الله بن نبی، حدثنا أبو معاویة، ووكیع، قالا: حدثنا الأعمش، ح حدثنا أبو كریب، حدثنا أبو معاویة، حدثنا الأعمش، عن شقيق، عن عبد الله ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ”عليكم بالصدق، فإن الصدق يهدى إلى البر، وإن البريه مى إلى الجنة، وما يزال الرجل يصدق ويتحرى الصدق حتى يكتب عند الله صديقا، وإياكم والكذب، فإن الكذب يهدي إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النار، وما يزال الرجل يكذب ويتحرى الكذب حتى يكتب عند الله كذابا۔“ (42)

”حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہارے اوپر سچ بولنا فرض ہے کیونکہ سچ نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ جو شخص ہمیشہ سچ بولتا رہے گا اور بہت زیادہ سچ بولے گا یہاں تک کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں صدیق لکھا جائے گا۔ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فشق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فشق و فجور انسان کو جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ اور جو شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا رہے گا اور اتنا کثرت سے جھوٹ بولے گا یہاں تک کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں جھوٹا لکھا جائے گا۔“

(۱۸) قیام امن

قیام امن کے بارے میں نجح البلاغہ میں حضرت علی السلام کا ارشاد ہے:

”وَالسَّلَامُ أَمَانًاٌ مِّنَ الْبَخَاوِفِ۔“ (43)

”قیام امن کوفرض کیا خطروں سے تحفظ کے لیے۔“

سلام کے معنی امن و صلح پسندی کے ہیں اور ظاہر ہے کہ صلح پسندانہ روش خطرات سے تحفظ اور جنگ و جدال کی روک تھام کا کامیاب ذریعہ ہے۔ عموماً شارحین نے سلام کو سلام و دعا کے معنی میں لیا ہے لیکن سیاق کلام اور فرائض کے ذیل میں اس کا نزد کرہ اس معنی کی تائید نہیں کرتا۔ بہر حال اس معنی کی رو سے سلام خطرات سے تحفظ کا ذریعہ ہے اس طرح کہ اسے امن سلامتی کا شعار سمجھا جاتا ہے اور جب دو مسلمان آپس میں ایک دوسرے پر سلام کرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی اور دوستی کا اعلان کرتے ہیں، جس کے بعد دونوں ایک دوسرے سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔

(۱۹) امانت

امانت کے فلسفہ کے بارے میں نجح البلاغہ میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”وَالْأَمَانَةُ نِظامًا لِدُمَّةٍ۔“ (44)

”امانتوں کی حفاظت کوفرض کیا امت کا نظام درست رکھنے کے لیے۔“

امانت کا تعلق صرف مال ہی سے نہیں بلکہ اپنے متعلقہ امور کی بجا آوری میں کوتاہی کرنا بھی امانت کے منافی ہے، توجہ مسلمان اپنے فرائض و متعلقہ امور کا لحاظ رکھیں گے تو اس سے نظم و نسق ملت کا مقصد حاصل ہو گا اور جماعت کی شیرازہ بندی پایہ تکمیل کو پہنچے گی۔ اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤْذُوا الْأَمْنِيَّاتِ إِلَّا أَهْلِهَا۔“ (45)

ترجمہ: ”خداتم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانیت ان کے حوالے کر دیا کرو“

جب امانت کو ان کے اہل لوگوں تک منتقل کیا جائے گا تو کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں ہو گا جس کے نتیجے میں امت کا نظام درست ہو گا اور پورا معاشرہ امن و امان کا گھوارہ بن جائے گا۔

(۲۰) اطاعت

اطاعت کے بارے میں نجح البلانم میں حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد ہے:

”وَالظَّاعَةُ تَعْظِيْلٌ لِإِلَمَامَةِ۔“ (46)

”اطاعت کوفرض کیا امامت کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے۔“

امامت کا مقصد یہ ہے کہ امت کی شیرازہ بندی ہو اور اسلام کے احکام تبدیل و تحریف سے محفوظ رہیں۔ کیونکہ اگر امت کا کوئی سربراہ اور دین کا کوئی محافظ نہ ہو تو نہ امت کا نظم و نسق باقی رہ سکتا ہے اور نہ احکام دوسرے کی دسبرد سے محفوظ رکھ سکتے ہیں اور یہ مقدار اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے جب امت ہر اس کی اطاعت بھی واجب ہو۔ اس لیے کہ اگر وہ مطاع اور واجب الاطاعت نہ ہو گا تو وہ نہ عدل و انصاف قائم کر سکتا ہے اور نہ ظالم سے مظلوم کا حق دلا سکتا ہے نہ قوانین شریعت کا اجراء و نفاذ کر سکتا ہے اور نہ دنیا سے فتنہ و فساد کے ختم ہونے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح ایک مقام پر نجح البلاغہ میں امام کی ذمہ داریوں کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

”إِنَّهُ لَنَسِنَ عَلَى الْإِمَامِ إِلَّا مَا حُمِلَ مِنْ أَمْرِ رَبِّهِ الْإِبْلَاغُ فِي الْمُوَعَّدَةِ وَالْإِجْتِهَادُ فِي النَّصِيْحَةِ وَالْإِحْيَاءُ لِدُسْتِيَّةِ وِإِقَامَةِ الْحُدُودِ عَلَى مُسْتَحِقِيْهَا وَإِصْدَارُ السُّهْمَانِ عَلَى أَهْلِهَا۔“ (47)

”امام کا فرض تو بس یہ ہے کہ جو کام اسے اپنے پروردگار کی طرف سے سپرد ہوا ہے اسے انجام دے اور وہ یہ ہے کہ وعظ و نصیحت کی باتیں ان تک پہنچائے۔ اور انہیں نصیحت کرنے میں پوری پوری کوشش کرے۔ سنت کو زندہ رکھے۔ جن پر حد لاگو ہوتی ہے ان پر حد جاری کرے اور حصوں کو ان کے اصلی وارثوں تک پہنچائے۔“

اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِكُمْ أَمْرٌ مِّنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔“ (48)

ترجمہ: ”مومنو! خدا اور اس کے رسول کی کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب امر ہے ان کی بھی اور اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے

ہو تو اس میں خدا اور اس کے رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو اور یہ بہت اچھی بات ہے اور اس کا انعام بھی اچھا ہے۔“

نتیجہ

اس مقالہ میں 20 احکام اسلامی کا فلسفہ بیان کیا گیا، جن میں سے ہر ایک حکم کو قرآن و حدیث کی روشنی میں مختصر انداز میں واضح کیا گیا۔ ایمان سے لے کر اطاعت تک، نماز سے لے کر نبی عن المکر تک، ایک ایک فقرہ علوم و معارف کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہو اسمender محسوس ہوتا ہے۔ ان میں عقلائد سے لے کر عمل صالح تک، سیاست سے لے کر معاشرہ تک ہر ایک کو اعلیٰ انداز میں پیش کیا گیا۔

حوالہ جات

- 1- نجاح البلاغ، مترجم مفتی جعفر حسین، ناشر معارج کپنی لاہور، سال طبع دسمبر 2013، قول: 252
- 2- ایضا خطبہ 108
- 3- نجاح البلاغ، قول: 252
- 4- ایضا، صفحہ 685
- 5- ایضا خطبہ: 108
- 6- القرآن کریم، سورۃ العکبوت، آیت 45
- 7- نجاح البلاغ، قول: 252
- 8- القرآن الکریم، سورۃ سباء، آیت: 39
- 9- القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیت: 245
- 10- ایضا، آیت: 261
- 11- صحیح البخاری، کتاب الزکاة، باب قول اللہ تعالیٰ: فَمَا مِنْ عَطْلٍ وَّاقْتَلَ - حدیث: 1385
- 12- نجاح البلاغ، قول: 252
- 13- صحیح مسلم - کتاب الصیام باب فضل الصیام - حدیث: 2016 / صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: بِرَيْدُونَ إِنْ يَبْدُلُوا كَلَامَ اللَّهِ - حدیث: 7076

-
- 14- نجیب البلاغہ، قول: 252
- 15- القرآن الکریم سورۃ النجیب، آیت: 28
- 16- نجیب البلاغہ، قول: 252
- 17- ایضاً، خطبہ 108
- 18- القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیت 251
- 19- القرآن الکریم، سورۃ النجیب، آیت 40
- 20- نجیب البلاغہ، قول: 252
- 21- ایضاً، قول: 252
- 22- القرآن الکریم، سورۃ آل عمران، آیت 110
- 23- نجیب البلاغہ، قول: 252
- 24- ایضاً، خطبہ 108
- 25- سنن الترمذی الجامع الصحیح، ابواب البر والصلة عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی تعلیم النسب، حدیث: 1950
- 26- نجیب البلاغہ، قول: 252
- 27- القرآن الکریم، سورۃ البقرہ، آیت 179
- 28- نجیب البلاغہ، قول: 252
- 29- صحیح البخاری - کتاب الحدود، باب إقامۃ الحدود والانتقام لحرمات اللہ - حدیث: 6416
- 30- نجیب البلاغہ، قول: 252
- 31- سنن الدارقطنی - کتاب الاشریف وغیرہ، حدیث: 4045
- 32- القرآن الکریم، سورۃ الملائکہ: آیت 90-91
- 33- نجیب البلاغہ، قول: 252
- 34- القرآن الکریم، سورۃ الملائکہ: آیت: 38
- 35- نجیب البلاغہ، قول: 252
- 36- القرآن الکریم، سورۃ بنی اسرائیل: آیت 32
- 37- نجیب البلاغہ، قول: 252
- 38- القرآن الکریم، سورۃ الاعراف، آیت 81-80

-
- 39- نجیب البلاغہ، قول: 252
 - 40- القرآن الکریم، سورہ البقرہ، آیت: 282
 - 41- نجیب البلاغہ، قول: 252
 - 42- صحیح مسلم -کتاب البر والصلة والآداب، باب فتح الکذب وحسن الصدق وفضلہ -حدیث: 4828
 - 43- نجیب البلاغہ، قول: 252
 - 44- ایضاً، قول: 252
 - 45- القرآن الکریم، سورہ النساء، آیت 58
 - 46- نجیب البلاغہ، قول: 252
 - 47- ایضاً خطبہ 103، صفحہ 239
 - 48- القرآن الکریم، سورہ النساء: 59